

کرے؛ حسن ظن نے رقیب کی شرم رکھ لی، ورنہ یہاں محبوب نے مغالطہ کھایا تھا۔ رقیب عاشق صادق نہ تھا، ہوس ناک آدمی تھا۔ اگر پائے امتحان درمیان آتا تو حقیقت کھل جاتی۔“

شعر کے معنی بالکل واضح ہو گئے۔ یعنی رقیب نے عشق نہیں، محض ہوس کی بنا پر محبت کا دعویٰ پیش کر دیا۔ محبوب حسین بھی تھا اور اسے اپنے بارے میں انتہائی حسن ظن بھی تھا، یعنی یہ کہ میں جس پر ایک نظر ڈال دوں۔ وہ عاشق ہوے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ اس وجہ سے امتحان لیے بغیر ہی محبوب کو رقیب کے عشق کا یقین ہو گیا۔ اپنے حسن پر اعتماد اور حسن ظن پر اعتماد کی بدولت رقیب کی آزمائش کا وقت ہی نہ آیا۔ یوں اس کی شرم رہ گئی اور بھرم نہ کھلا۔ اگر امتحان کی نوبت آ جاتی تو رقیب کے لیے یقیناً بڑی مصیبت پیش آتی۔

۷۔ لغات۔ پاس وضع : وضع داری کا لحاظ۔

شرح : شعر میں لف و نشر غیر مرتب ہے۔ یعنی غرور عز و ناز کا تعلق ہے، بزم میں نہ بلانے سے اور حجاب پاس وضع کا تعلق ہے راہ میں نہ ملنے سے۔

محبوب کو اپنے وقار و تمکین کا غرور ہے، لہذا وہ ہمیں بزم میں بلانے پر آمادہ ہی نہیں ہو سکتا، کیونکہ بلانے سے اس کے غرور کو صدمہ پہنچے گا۔ ہم اپنی وضع داری کے لحاظ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ہمیں یہ شرم مارے جاتی ہے کہ راستے میں اس سے کہاں ملیں، کیونکہ راستے میں محبوب سے ملنا وضع داری کے خلاف ہے۔ غرض اس غرور عز و ناز اور اس حجاب پاس وضع کا نتیجہ یہ ہوا کہ محبوب اور عاشق میں ملاقات کی کوئی صورت نہ رہی۔ راہ میں ملنا اور بات کرنا مشکل اور بزم میں بلایا جانا غیر ممکن۔

۸۔ شرح : شعر کے اسلوب سے ظاہر ہے کہ لوگ مرزا کو سمجھا